

ہندوستان ایک دہشت گرد ملک ہے!

ہر دو اڑ دبلي سے صرف ڈیڑھ سو میل دور ہے۔ سترہ دسمبر 2021ء سے لے کر انیں دسمبر تک ہر دوار میں ایک ہندوکانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اسٹچ پر موجود تمام مقررین نے ہندو مت میں مقدس رنگ یعنی گھرے ہلدی والے رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ جو ایک کھلے ہتھ بند اور اس کے اوپر ایک چادر پر مشتمل تھے۔ دراصل یہ ہندو جو گیوں اور مذہبی شدت پسندوں کا الباس ہے۔ زعفرانی رنگ کوئی مسئلہ ہے نہ ہی یہ الباس۔ اصل مسئلہ تقاریر اور وہ سوچ تھی جس کا اظہار وہاں کیا گیا۔ اگر یہ صرف ہندو مذہبی لوگوں کا اختیار ہوتا تو کچھ مختلف طرز پر سوچا جا سکتا تھا مگر اس میں بی جے پی کے سر کردہ قائدین کیش تعداد میں موجود تھے۔ اختیاط سے کام لے کر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ کانفرنس، بی جے پی کی چھتر چھایہ میں ہو رہی تھی۔ اور اسے وزیر اعظم نریندر مودی کی بھرپور حمایت اور معاونت حاصل تھی۔ غور فرمائیے کہ وہاں کیا اعلانات ہوئے اور کس طرح کی باتیں کی گئیں۔

کانفرنس کا انعقاد کرنے والے شخص، یا توی نر سنگھا نندے ہاتھ میں تواریخ اکر کہا۔ ”مسلمانوں کا اقتصادی پایہ کاٹ کافی نہیں ہے۔ ہندو گروہوں کو اپنے آپ کو بہت بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ تو اسیں صرف اور صرف اسٹچ پر ہی اچھی لگتی ہیں۔ مگر مسلمانوں کے خلاف جنگ ہم صرف اس وقت جیت پائیں گے جب ہم بہترین ہتھیاروں کے مالک ہوں گے۔“ یہ اس شخص کی تقریر کا زیر تبدیل یہ بغير جوہری ترجمہ ہے۔ ہندو مہابسا کے جزء سیکھ ٹری سدھی اتنا پرنا نے تقریر کرتے ہوئے کہا، ”ہتھیاروں کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں ہے۔ مسلمانوں کو قتل کیے بغیر اس فتنہ کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ حکم دیتا ہوں کہ قتل کرنے کے لئے اور اس کے بعد جیل جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر صرف ایک سو ہندو فیصلہ کر لیں تو وہ بیس لاکھ مسلمانوں کو مار سکتے ہیں۔“ معاملہ یہاں ختم نہیں ہوتا۔ سوامی پر بھارت گری جو ہندو کشاہینا کا مرکزی قائد ہے نے تقریر میں کہا ”میا میر (بما) کی طرح پولیس، فوج اور ہر ہندو کو مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے ہتھیار اٹھانے پڑیں گے۔ یہ صفائی (صفائی ابھی پان) بہت ضروری ہے۔ ہندوستان صرف اور صرف ہندوؤں کا ہے۔ مسلمانوں کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں،“ یہ کسی معمولی انسان کے الفاظ نہیں۔ یہ شخص حدود جماعتی و زیر اعلیٰ بوگی ادیانتا تھا کہ بہترین دوست بلکہ اس کی آنکھ کا تارہ ہے۔ اسے بی جے پی کی مکمل سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔ آپ اس بد بخت کے خیالات تو سنئے۔ ”ہر ہندو خاندان کو کم از کم آٹھ بچے پیدا کرنے چاہیں۔ صرف اس طرح ہم ہندوستان اور اپنے معاشرے میں برتری قائم رکھ سکتے ہیں،“۔

اس کانفرنس میں ایک ٹوی ڈی چینیں کے مالک سریش چونیکے نے کہا، ”اپنی آخری سانس تک ایک وعدہ کرنا چاہیے۔ ہم ہندوستان کو صرف اور صرف ہندو یا سنت بنا کر دیں گے۔ اس عظیم مقصد کے لئے ہمیں مرننا پڑے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں، اس کے لئے مسلمانوں کو قتل کرنا از حد لازمی ہے۔“ سوامی سا گرسنہ ہوا گرنے کہا ”ہمیں اپنے دیہات، قبیلوں اور شہروں میں مسلمانوں کی تمام جائیداد خرید لینی چاہیے تاکہ ہماری رہنے کی جگہیں پاک ہو جائیں،“۔ پھر سوامی نے دعویٰ کیا کہ میں نے دس مسلمانوں کو جھوٹے مقامات میں پھنسوایا ہے۔ آپ تمام لوگوں کو بھی یہی کرنا چاہیے۔ تقریب میں شریک ایک مقرر دھرم دا اس مہاراج نے کہا، ”جب وزیر اعظم منہوں نے سنگھ پاریمنٹ میں یہ کہہ رہا تھا کہ اقیتوں کا ہندوستان کے وسائل پر اولین حق ہے تو مجھے تھوڑا گوڑے کی طرح پستول لے کر وزیر اعظم کے سینے میں چھ گولیاں اتار دینی چاہیں تھیں،“۔ یاد رہے کہ تھوڑا گوڑے سے وہ شخص تھا جس نے گاندھی کو قتل کیا تھا۔ بہت کچھ مزید بھی لکھ سکتا ہوں۔ مگر دل نہیں چاہتا۔ اتنی نفرت انگیز تقاریر کو ضبط تحریر کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ یقین فرمائیے کہ اتنا تعصب دیکھ کر افسوس نہیں بلکہ دکھ ہوتا ہے۔ جس طرح کی کانفرنس ہر دوار میں منعقد ہوئی۔ اب تمام ہندوستان میں مہا سما اور بی جے پی کے زیر سایہ بھی کچھ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف نفرت، سرکاری سرپرستی میں پھیلائی جا رہی ہے اور اس پر کسی قسم کی قانونی کارروائی نہیں کی جا رہی۔ افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ ہمسایہ ملک میں مسلمان اس قدر کمزور ہیں کہ کھل کر احتجاج تک نہیں کر سکتے۔

بھارت میں بیس کروڑ مسلمان رہتے ہیں۔ یہاں ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہیں۔ مگر ان پر ترقی کے تمام دروازے سرکاری طور پر بند ہیں۔ آپ کوئی مسلمان کسی بہتر سرکاری پوزیشن پر نہیں ملے گا۔ اگر ہے بھی کوئی اکادمی کا تودہ شدید دباؤ میں رہ رہا ہے۔ اکثر مسلمان اب اپنا اسلامی نام نہ رکھنے پر مجبور ہیں۔ ہندو طرز کے نام رکھنا اب معمول بنتا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ شدید خوف کے مر ہوں منت ہے۔ ذرا بیکھی کہ پابری مسجد سے لے کر گجرات تک ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا جا رکھا ہے۔ پابری مسجد میں یہ تعداد تقریر ایامیں ہزار تھی۔ اور گجرات میں مسلم کش واقعات میں دو سے ڈھانی ہزار بے گناہ مسلمانوں کو موت کے لگھات اتار دیا گیا۔ 2013ء میں مظفر گر میں پینتالیس مسلمان مار دیئے گئے۔ پچاس ہزار خاندانوں کو قتل مکانی کر کے کیپوں میں منتقل کیا گیا۔ ان میں سے اکثریت اپنے گھروں کو واپس نہیں جا سکی۔ دو ہزار میں میں نریندر مودی نے حدود جمتعصبا نہ قانون پاس کیا جس سے لاکھوں مسلمان کو شہریت سے ہی محروم کر دیا گیا۔ انہیں وسیع کیپوں میں بھجا گیا۔ جہاں وہ جانوروں سے بدر تر زندگی گزار رہے ہیں۔ جب یہ قانون پاریمنٹ سے منظور ہوا اور دبلي میں مظاہرے شروع ہوئے تو دبلي پولیس نے کم از کم پچاس مسلمان گولیوں سے بھون ڈالے۔ حد توبیہ ہے کہ انہیں پس پریم کوٹ کو کہنا پڑا کہ مسلمان پورے ہندوستان میں کہیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ان پر ہر جگہ حملے ہو سکتے ہیں۔ اور بد قسمی سے اب یہ سب کچھ نارمل سمجھا جاتا ہے۔

وہ واقعات عرض کر رہا ہوں جن میں مسلمان کثیر تعداد میں شہید کیے گئے۔ ورنہ اب ہمسایہ ملک میں مسلمانوں کو روزانہ کی بنیاد پر قتل کرنا اور زدو کوب کرنا عام سی بات ہو گئی ہے۔ یوپی کا وزیر اعلیٰ سوامی ادھیانا تھے نے تو قانون پاس کر دیا ہے کہ مسلمان کسی ہندو لڑکی کو مسلمان کر کے شادی نہیں کر سکتا۔ مسلمان اگر ایسا کرے گا تو اسے ”لو جہاڑ“ سمجھا جائے گا۔ جو قانون کے مطابق جرم ہے۔ آپ خود بتائیے کہ کیا ہندوستان میں مسلمان ہونے کو جرم نہیں بنا دیا گیا۔ مذہبی نسلی اور علاقائی تعصب سے ازحد وور ہوں بلکہ اس طرح کے تعصب کو زہر قاتل سمجھتا ہوں۔ مگر ہنمانی فرمائیے کہ کیا ہر دوار میں مسلمان کش کانفرنس کی کسی مہذب معاشرے میں اجازت دی جاسکتی ہے۔ کیا کسی بھی حکومت کو زیب دیتا ہے کہ وہ بیس کروڑ مسلمانوں کو قتل کرنے کے اعلانات کے بعد ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھی رہے۔ تعصب تقاریر کرنے والوں کے خلاف کسی قسم کا کوئی ایکشن نہ ہو۔ کوئی مقرر گرفتار نہ ہو۔ مگر اب ایک نکتہ یاد رکھیے۔ ہندوستان پر ایک حد درج متحصّب اور ادنیٰ انسان کی حکومت ہے۔ جو مسلمان کے مر نے کو سڑک پر مرے ہوئے جانور سے تشپہہ دیتا ہے۔ نریندر مودی کی گونمنٹ صرف اور صرف نفرت پر کھڑی ہے۔ اور یہ نفرت صرف اور صرف مسلمانوں پر مکروہ ہے۔ جو بھی گزارشات کر رہا ہوں اس کے حوالے موجود ہیں۔ نیویارک ٹائمز سے شروع ہو کر کوئی بھی معتبر جریدہ اٹھا لجھے آپ کو نریندر مودی کا بہرہ جانور نما چہرہ صاف نظر آئے گا۔ جس کے دانوں اور ہونوں سے مسلمانوں کا خون ٹک رہا ہے۔ اس چہرے کو پہچالیے۔ کیا کوئی بھی پاکستانی اب نہیں سمجھ سکتا ہے کہ نریندر مودی کے اصل عزم اُم کیا ہیں۔ وہ چاہتا کیا ہے۔ بی جے پی نے آج تک تقسیم ہندو تسلیم نہیں کیا۔ خیر ایک ایسی ملک کو ختم کرنے والا احمدوں کی جنت میں رہنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارا ملک قائم و دائم رہے گا۔

ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ بی جے پی پاکستان کے کس ادارے کے خلاف پاگل پن اور جنون میں بھتلا ہے۔ کون سا ادارہ اس کی آنکھیں کا نئے کی طرح چھوڑ رہا ہے۔ وہ صرف اور صرف ہمارا عسکری طاقت ادارہ یعنی فوج ہے۔ اور یہی زبان پاکستان کے کچھ سیاسی رہنماء اور بڑے دانشور بول رہے ہیں۔ قوی سلط کے ایک سیاست دان تو یہاں تک فرمائے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان بارڈر صرف اور صرف ایک لکیر ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ذاتی طور پر فوج کے کسی بھی سیاسی رول کے خلاف ہوں۔ مگر کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ خدا خواستہ اگر ہماری عسکری طاقت ذرا سی بھی کمزور ہوئی تو یہ ہمسایہ بھیڑ ریا ہمارے ساتھ کیا سلوک کر سکتا ہے۔ پھر ہمارے لبرل دانشور بھی عسکری اداروں کے خلاف بولتے رہتے ہیں۔ تھوڑا سا موقعہ ملے تو ریاستی اداروں کو دب لفظوں میں طعنہ زنی کا نشانہ بنادا لتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایک طاقتور ملک چاہیے یا بُرما، نیپال کی طرح کا ایک کمزور حلیف۔ نہیں صاحب۔ ایک تو انا اور ترقی کرتا ہوا پاکستان ہی ہمارا سب کچھ ہے۔ مگر اب بھارت کو بنی الٹو ایسٹ سلط پر دہشت گرد ملک قرار دے دینا چاہیے۔